© rasailojaraid.com

طب اور اسلام

پہلی قسط

مرض، علاج اور شفا سے متعلق سائنسی و اسلامی تحقیق

مقالہ نگار: مولانا نور خالق شاہ

جامعہ المرکز الاسلامی

زیرِ نگرانی: مولانا مفتی عظمت اللہ بنوی

دار الافتاء جامعہ المرکز الاسلامی

" بسم اللہ الحمد للہ الذی ماانزل من داء الا وانزل لہ دواء والصلوۃ والسلام علی نبینا محمدٌ الذی قال عن الحمیٰ انھا من حرِ جھنم فابردوھا باالماء "۔

عہدِ جاہلیت میں مرض اور بیماری کے متعلق تصور:

عہدِ جاہلیت میں انسان کا ہر کام کے لئے الگ الگ دیوتا ہوتا تھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا۔ کہ دنیا کہ تمام افراد اور واقعات کا تعلق علیحدہ علیحدہ فاعلوں اور موئثروں سے ہیں۔ وہ ان سب کو پوجتا تھا۔ بیماری کا بھی الگ خدا ہوتا بلکہ ہر بیماری کا الگ الگ دیوتا ہوتا تھا۔ جس کی پرستش ہوتی تھی۔ اس سے پہلے کہ سائنس اس باطل کا انکار کردے۔ دینِ حق نے اِسے باطل قرار دیا اور تعلیم دی۔ کہ بیماری اور شفاء اللہ کی ہاتھ میں ہیں۔

علاج معالجے پر سوالات اور جوابات:

(الف) شفا اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ تو علاج کیسے اور کیوں؟

(۱) ابراھیم علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

" واذا مرضت فھو یشفین " جب میں بیمار ہوجاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ ہی شفا دیتا ہے لہٰذا علاج بے سود ہے۔ کیونکہ معاملہ اللہ پر چھوڑنا چاہیئے۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اُجیب دعوۃ الداع اذا دعان "۔

ترجمہ: تو اللہ تعالیٰ دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہے۔ جب کوئی دعا مانگے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ سے صحت کی بھی دُعا مانگنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہی صحت دیتا ہے۔ صحت یابی اور شفایابی کے لئے احادیث میں مسنون دعائیں موجود ہیں۔ جبکہ سورۃ الفاتحہ کا ایک نام حدیث میں سورۃ الشفاء بھی آیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(ب) نوشتہ تقدیر:

انسان مریض ہو یا تندرست یہ پہلے سے تقدیر میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

"وکل شیٔ احصینہ فی امام مبین"۔

ترجمہ: اور ہم نے تمام چیزیں واضح کتاب (تقدیر) میں درج کی ہے۔

"وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام قدر اللہ المقادیر قبل ان یخلق السموٰت والارض بخمسین الف سنۃ"۔

(مسلم، الترمذی، احمد بحوالہ منتخب من مسند عبد حمید)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کے پیدا کرنے سے 50 ہزار سال پہلے تقدیریں مقرر کی ہیں۔

"عن ابن عباس قال کنت خلف رسول اللہ یوما فقال یا غلام احفظ اللہ یحفظک احفظ اللہ تجدہ تجاھک واذا سئالت فاسأل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ واعلم ان الامۃ لواجتمعت علی ان ینفعوک بشیٔ لم ینفعوک الا بشی قد کتبہ اللہ لک ولو اجتمعو علی ان یضروک بشیٍ لم یضروک الا بشیٔ قد کتبہ اللہ علیک رفعت الاقلام وجفت الصحف"۔ (رواہ احمد، الترمذی)۔

لہٰذا بیماری کا علاج کیوں کی جائے۔ جو کچھ بھی ہوگا۔ تو پہلے سے تقدیر میں نوشتہ ہی ہے۔ تو اس کا جواب ذیل میں ملاحظہ ہو:

(ج) توکل علی اللہ:

ایک مسلمان تو اللہ ہی پر توکل اور بھروسہ کرتا ہے۔

توکل کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "ومن یتوکل علیٰ اللہ فھو حسبہ"۔

ترجمہ: اور جس نے اللہ پر بھروسہ کیا پس یہ اُن کے لئے کافی ہوگا۔

دوسری آیت میں ہے کہ: " الذین صبرو اوعلی ربھم یتوکلو ن"۔

ترجمہ: صبر کرنے والے اللہ ہی پر توکل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: " واذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون "۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

" این ما تکونوا یدریکم الموت ولو کان فی بروج مشیدۃ۔"

ترجمہ: جب موت کا ایک وقت معین ہے تو انسان موت سے کیوں فرار ہو رہا ہے۔ کیوں خواہ مخواہ موت سے بچانے کی کوشش میں لگے رہے۔ اس کے علاوہ موت سے فرار توکل کے منافی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موت کا ایک دن معین ہے — نیند رات بھر کیوں نہیں آتی

تینوں سوالات کے جوابات کا ایک جائزہ:

پہلے سوال کا جواب کہ شفا اللہ کی طرف سے ہے۔ تو علاج کیسے اور کیوں؟۔

(۱) اللہ تعالیٰ ہی شفا دیتا ہے۔ یہ اُمت مسلمہ کا عقیدہ ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایک انسان دوا اور علاج سے بے نیاز ہو کر معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔ بلکہ انسان علاج اور دوائی میں کوشش کر کے نتیجہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انتظار کریں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" لیس للانسان الا ما سعیٰ ".

ترجمہ: ایک انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کے لئے اُس نے کوشش کی ہے۔ ہمارے ذمے سعی و عمل ہے نتیجہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

حضورؐ نے بیماری سے علاج کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے صحت کے لئے دُعا بھی مانگی ہے۔ اور دوسرے مریضوں کے لئے شفا کے لئے دُعا کی ہے۔ دم بھی کیا ہے۔

" وعن علیؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا عوذ المریض قال أذهب الباس رب الناس واشف أنت الشافی لا شفاء الا شفاء ک شفاءً لایغادر سقماً.. " (مسند عبد حمید).

بہت سے مواقع پر گرم بخار کے صورت میں حضورؐ نے پانی ڈالنے کا فرمایا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

" الحمی فوز من النار فابر دء ھا با الماء". (بخاری شریف).

" عن ابی سعید خدریؓ قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ اخی قد استطلق بطنہ فقال اسقه عسلاً فسقاہ قال فأتاہ فقال یا رسول اللہ قد سقیته فلم یزدہ الا استطلاقاً . قال اسقه عسلا فسقاہ قال فاتاہ فقال یارسول اللہ قد سقیته . فلم یزدہ الا استطلاقاً قال اسقه عسلا فاما فی الثالثة واما فی الرابعة قا ل محبته قال فسقیٰ فقال رسولؐ (صدق اللہ و کذب بطن) اخیک ".

(۲) دوسرے سوال کا جواب کے سب کچھ تقدیر میں لکھی ہوئی ہے۔ تو علاج کا کیا فائدہ ؟ (نوشتہ تقدیر) ۔

حیاتِ انسانی کے جملہ پیچ و خم بشمول مرض صحت پہلے سے نوشتہ تقدیر ہوتی ہے۔ تو علاج معالجے کا کیا فائدہ جس کے لئے ذیل وضاحت ملاحظہ فرمائے۔ جہاں تک تقدیر کا تعلق ہے، بہت سے احادیث سے علاج کی ترغیب ظاہر ہے۔ اور خود حضورِ پاک سے علاج ثابت ہے۔ علاج تقدیر سے جنگ نہیں ہے۔ کیونکہ ہر کام اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے۔ علاج بھی اسی کی مشیت کے تحت ہے۔

لہٰذا اس کی حیثیت اسباب اور وسائل کی سی ہے۔ قدریہ ایک فرقہ ہے جو کہ تقدیر خداوندی کے منکر ہے۔ جو انسان کو اپنے افعال کو قادر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مطلق جانتے ہیں۔اور اللہ کو افعالِ عباد کا خالق نہیں مانتے۔(تفسیر مظہری جلد چہارم)۔

لہٰذا یہ قدریہ فرقے کا سوچ ہے۔اگر تقدیر کے مسئلے پر یہ اعتراض ہو کہ جو کچھ ہے پہلے سے تقدیر میں لکھی جا چکی ہے وہ لازمی طور ہی ملے گی۔لہٰذا اعمال، عبادات اور علاج کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔لیکن علامہ اقبال نے بتایا کہ یہ انسان کے عملی شرف کو کھو دیتا ہے۔اور اس کو نباتات، جمادات کے صف میں کھڑا کر دیتا ہے۔

پابندی تقدیر کہ پابندی احکام — یہ مسئلہ مشکل نہیں اے مرد خرد مند!

اک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر — ہے اس کا مقلد ابھی ناخوش ابھی خورسند

تقدیر کے پابندی نباتات، جمادات — مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے۔کہ ایک دفعہ میں نے حضورِ پاک سے پوچھا۔کہ یہ جھاڑ پھونک کا عمل کرتے ہیں۔یا دوا سے اپنا علاج کرتے ہیں اسی طرح بچاؤ اور حفاظت کے جو انتظامات کرتے ہیں کیا یہ اللہ تعالیٰ تقدیر کو بدل سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔یہ بھی تقدیر الٰہی ہی کی صورتیں ہیں۔" **تفسیر معارف القرآن سورۃ النحل** "

(۳) ایک مسلمان اللہ پر توکل کرتا ہے ۔ اور کیا توکل علی اللہ کافی نہیں ؟ (ذیل میں مختصر سا تجزیہ) ۔

جہاں تک توکل کا تعلق ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور آپ کے سنت کے اتباع میں اسباب و وسائل کو اختیار کرنا توکل کے ہرگز منافی نہیں کیونکہ حضورِ پاکؐ نے جنگ میں ایک نہیں دو زرہیں پہنیں ہیں، سرِ مبارک کی حفاظت کے لئے خود کا استعمال فرمایا۔

جنگ اُحد میں گھاٹی کے دہانے پر تیراندازوں کو بٹھایا۔مدینہ کے اطراف میں خندقیں کھودیں۔حبشہ اور مدینہ ہجرت فرمائی۔اور صحابہ کرام کو بھی ہجرت کی اجازت دی۔خلاصہ یہ کہ یہ دنیا دار العمل ہے۔یہاں سب کچھ عمل سے ملتا ہے۔شعر

عمل سے بنتی ہے زندگی جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری نہ ناری

حدیث مبارکہ میں ہے۔کہ جب عیسیٰؑ کو فرشتے آسمان سے اُتار کر بیت المقدس کے مینار پر بیٹھا دیں گے۔تو لوگ سیڑھی لگا کر نیچے اُتاریں گے۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آسمان سے فرشتے اُتاریں گے۔تو یہاں زمین تک کیوں نہیں اُتارتے۔علماء یہ جواب دیتے ہیں، کہ دنیا دار العمل ہے۔یہاں کوئی بھی کام خود بخود نہیں ہوتا۔بلکہ ہر کام کے لئے ذرائع تلاش کرنے پڑے ہیں۔

ایک شخص نے آپؐ سے سوال کیا کہ میں اپنے اُونٹ کو باندھوں یا کھلا چھوڑ دوں۔آپؐ نے فرمایا باندھو۔اور پھر توکل کرو گویا آپؐ نے اشارہ کیا کہ احتیاط توکل سے ختم نہیں ہوتا۔

اور ذیل آیت سے بھی یہی مفہوم واضح ہوتا ہے۔" **واذا عزمت فتوکل علی اللہ** "۔جب مصمم ارادہ کرے تو اللہ پر بھروسہ رکھے۔

(جاری ہے......)۔

......☆☆☆☆☆......

© rasailojaraid.com